محمود الحسن صاحب عارف۔ ایم اے، لاہور

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی کے آباؤ اجداد

ماہنامہ الحق کے جنوری کے شمارے میں مولانا عبدالحلیم اثر افغانی مدظلہ کا ایک مضمون بعنوان "چند یادیں" شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے فیاضی طبع سے ہندوستان کی چند نامور شخصیتوں (مولانا قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا محمود حسن۔ اور علامہ محمد انور شاہ کشمیری) کو سید بنا دیا ہے۔ فاضل محقق پروفیسر محمد اسلم صاحب نے "نسبتی تحقیق" کے عنوان سے فروری ۱۹۸۶ء کے شمارے میں بجا طور پر یہ "غلط فہمی" یا "خوش فہمی" دور کردی ہے۔ تاہم ان بزرگوں کے اجداد کے متعلق سوانح نگاروں نے جس ابہام، تغافل یا تساہل پسندی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے اس قسم کی "خوش فہمیوں" کے پیدا ہونے کا بہرحال احتمال باقی رہتا ہے۔

سوانح نگاروں کی اکابر امت کے بارے میں تساہل کا عالم یہ ہے کہ مذکورہ بالا اکابرین میں سے اول الذکر یعنی قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی جو ہندوستان کی صفِ اوّل کے اہلِ قلم، اہلِ علم اور اہلِ فقر و تصوف میں سے ہیں۔ اور جن کی کتاب "تفسیر مظہری" ہندوستان کی تفسیری اور علمی دنیا کا ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ اور جن کا تذکرہ بین الاقوامی سطح کی کتب تذکرہ و سوانح (مثلاً بروکلمان[1] - سرکیس[2] - عمر رضا کحالہ[3] - اسماعیل پاشا[4] وغیرہ) کی زینت ہے، کے آباؤ اجداد کے متعلق سرسری اور معمولی نوعیت کی معلومات بھی حاصل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ تذکرہ نگاروں نے آپ کے والد کا نام تک ذکر نہیں کیا۔ حالاں کہ آپ کے سوانح نگاروں میں شاہ غلام علی دہلوی[5] - نواب صدیق حسن خان[6] - مولانا عبدالحی لکھنوی[7] - صاحب نزہۃ الخواطر[8] - شیخ محمد یحییٰ[9] ترہتی صاحب الیانع الجنی من مسانید شیخ عبدالغنی[10]

---

[1] جرمنی کے مشہور مستشرق ہیں۔ [2] معجم المطبوعات العربیہ مطبوعہ قاہرہ ۱۹۲۸ء۔۱۹۳۱ء، ۲: ۱۹۴۵ء [3] معجم المؤلفین مطبوعہ دمشق ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء، ۹: ۱۴۴ [4] ایضاح المکنون مطبوعہ استنبول ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء، ۱: ۳۱ [5] مقامات مظہری مطبوعہ دہلی ص ۵۷ [6] اتحاف النبلاء ص ۹۸ [7] ۶: ۱۱۲ [8] مطبوعہ حیدرآباد دکن ۷: ۱۱۲ [9] مطبوعہ دیوبند ص ۶۷ (برحاشیہ کشف الاستار للطحاوی) [10] مطبوعہ نولکشور ص ۶۲۹

مفتی غلام سرور صاحب خزینۃ الاصفیاء[۱] مولوی رحمان علی صاحب اور فقیر محمد جہلمی صاحب حدائق الحنفیہ[۲] جیسے ارباب علم وفضل شامل ہیں۔

راقم کو حال ہی میں قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی پر پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے ایک تحقیقی کام (مقالہ) لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ راقم کو خاص اس عنوان "آباؤ اجداد" کے سلسلے میں بڑی تگ و دو کرنا پڑی۔ لیکن بہرحال اس کے نتیجے میں تاریخ کا ایک گم شدہ ورق دریافت ہو گیا۔ اس تحقیق کے اہم نکات پہلی بار ماہنامہ الحق کے ذریعے منظرِ عام پہ لائے جا رہے ہیں۔

آباؤ اجداد کے سلسلے میں قاضی صاحب کی اپنی تحریر

قاضی صاحب ہندوستان کے عثمانی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اپنے بارے میں اپنے ایک دوست مولوی نعیم اللہ بہرائچی (م ۱۲۱۸ھ/۱۸۰۲ء) کے نام ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

"فقیر مولوی ثناء اللہ بن مولوی حبیب اللہ کہ در خدمت حضرت شیخ[۳] نسبت مجددیہ اخذ نمودہ فقیر کاتب گویداول کسے را کہ حضرت شیخ بعد از اجازت توجہ دادند۔ ایشاں بودند ابن مولوی ہدایت اللہ کہ نسبت چشتیہ از خاندان شیخ عبدالقدوس گنگوہی درخواستہ، حضرت شیخ رضی اللہ عنہ[۴] علوم ظاہر از ایشاں استفادہ فرمودند۔ ابن شیخ عبدالہادی[۵] بن شیخ عبدالقدوس۔ بن شیخ خلیل اللہ کہ نسبت چشتیہ از پدر خود شیخ عبدالسمیع یافتہ و مشار الیہ از خلفای شیخ عبدالقدوس بود بواسطہ یا بلاواسطہ ابن شیخ حبیب[۶] اللہ بن شیخ محفوظ بن خواجہ احمد بن ابراہیم بن مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء چشتی قدس سرہ[۷]"

عثمانی خاندان کا ہندوستان میں ورود

عثمانی خاندان کے تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ شجرات نسب اس بات پر متفق ہیں کہ ہندوستان میں عثمانیوں کی یہ شاخ "عبدالرحمان الکازرونی" کے توسط سے ہندوستان میں پہنچی۔ عبدالرحمان الکازرونی کا حضرت عثمان غنیؓ تک سلسلہ نسب معروف ہے۔ اور متعدد کتب سوانح و

---

۱ طبع و ترجمہ ایوب قادری کراچی ص ۱۴۲ ۲ ایضاً ص ۴۶۵ ۳ شیخ سے مراد قاضی صاحب کے مرشد اول شیخ محمد عابد سنامی (م ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء) ہیں ۴ ایضاً ۵ یہاں صاحب نے دو بزرگوں کا نام چھوڑ دیا ہے۔ درست اس طرح ہے۔ عبدالہادی بن سعید الدین بن شیخ عبدالقدوس ۶ یہاں پر ایک نام سہواً متروک ہو گیا ہے صحیح ترتیب یوں ہے شیخ حبیب اللہ بن شیخ حسین عرف منا بن خواجہ محفوظ ۷ بشارات مظہریہ از مولوی نعیم اللہ بہرائچی، مخطوطہ برٹش میوزیم مائیکرو فلم، مملوکہ مقالہ نگار، ورق ۱۴۶ ب۔ یہ کتاب قاضی صاحب کی زندگی میں لکھی گئی۔ اس کے حواشی پر شاہ غلام علی دہلوی کی تحریر اور دستخط موجود ہیں جو مائیکرو فلم میں بھی بخوبی نظر آتے ہیں۔

تذکرہ میں درج ہے۔ یہ سلسلہ نسب اس طرح ہے:۔

عبدالرحمان الکازرونی بن خواجہ عبدالعزیز سرخسی بن خواجہ خالد بن خواجہ ولید بن خواجہ عبدالعزیز بن خواجہ عبدالرحمان اکبر بن خواجہ عبداللہ ثانی (کذا ثانی) بن خواجہ عبدالعزیز بن خواجہ عبداللہ کبیر بن خواجہ عمرو بن امیرالمومنین جامع القرآن سیدنا عثمان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف قریشی[1]

لیکن اس نسب نامے کی چند باتیں غور طلب ہیں:۔

تمام مطبوعہ نسب ناموں (مثلاً اللہ دیا عثمانی ۔ سیرالاقطاب[2] ۔ عبدالستار بیگ ۔ مسالک السالکین[3]، عطا حسین کنزالانساب[4] ۔ محمد میاں پانی پت اور بزرگان پانی پت[5]) میں حضرت عثمان کے بعد خواجہ عمر کا نام لکھا ہوا ملتا ہے۔ جو درحقیقت تاریخی فروگذاشت ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان کے بیٹے عمر کے بارے میں القلقشندی لکھتے ہیں:۔

ان عمر و خالد لاعقب لہما[6] (عمر و خالد کا سلسلہ آگے نہیں چلا)

جب کہ علامہ ابن حزم نے جمرۃ انساب العرب میں خواجہ عمر کی اولاد کی جو تفصیل دی ہے اس کے مطابق ان کے صرف دو صاحبزادے تھے۔

۱ حضرت زید جن کا نکاح اپنے عہد کی نامور خاتون "سکینہ بنت الحسین" سے ہوا۔ اور وہ دونوں اپنے صاحبزادوں سمیت ایک جنگ میں کام آ گئے۔ اس طرح ان کا سلسلہ منقطع ہو گیا[7]۔

۲ عاصم ۔ ان کے دو لڑکے تھے جن کی آگے اولاد بھی ہوئی مگر ان دونوں صاحبزادوں اور ان کی اولاد میں سے کوئی نام بھی شجرہ نسب مذکورہ ناموں سے ملتا جلتا نظر نہیں آتا۔

اس کے برعکس خواجہ عمرو (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک نہایت نامور فرزند تھے اور جن کے نام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیت "ابو عمرو" رکھی تھی اور جن کو ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں اور العجلی نے کبار تابعین میں شمار کیا ہے) کی اولاد میں عبداللہ نامی بیٹا موجود ہے اور اس سے یہ سلسلہ آگے چلتا ہوا نظر آتا ہے[8]۔ انہی خواجہ عمرو نے حفصہ بنت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ تو ان سے خواجہ عبداللہ المعروف بطرف (حسین و جمیل اور وجیہہ) تولد ہوئے۔ اس طرح اس مرحلے پر عثمانی خون کے ساتھ فاروقی خون کی بھی آمیزش ہو گئی۔ اس طرح نسب مادری سے اس خاندان کو فاروقی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

---

[1] اللہ دیا عثمانی: سیرالاقطاب ص ۲۳۴ [2] ایضاً محل مذکور [3] ج ۲، ص ۳۵۔ [4] ص ۱۲۰، ۱۴۸

[5] مطبوعہ پانی پت ص ۲۰۰، ۲۷۳ [6] نہایت الارب فی انساب العرب ص ۱۴۶ [7] ص ۸۳، ۸۵ [8] ایضاً محل مذکور

راقم کو بعد ازاں قلمی شجرات دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو اپنے اس قیاس کی تائید ہوگئی کیونکہ قلمی نسب ناموں میں عمر کے بجائے "خواجہ عمر" ہی مرقوم ہے۔

عثمانی خاندان کی مدینہ منورہ سے ہجرت اور اس کی وجوہ

ابتداءً عثمانی خاندان کی یہ شاخ مدینہ منورہ میں آباد تھی یہاں سے اکبر (اوپر سے عدد ۵) پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ منورہ سے ترک وطن کر کے ایران کے صوبہ فارس کے مشہور شہر "کازرون" میں سکونت اختیار کی مشہور عثمانی مورخ اللہ دیا لکھتا ہے[۱]

"تاہم کتب تاریخ میں اس بات کا کوئی ذکر بلکہ اشارہ تک نہیں ملتا کہ وہ کونسے ناخوشگوار حالات تھے جن کی بدولت خاندانِ عثمانی کے اس معزز فرد کو جوار رسول چھوڑ کر فارس کے ایک دور دراز شہر کازرون میں پناہ لینی پڑی ——— بایں ہمہ اگر ان حالات پر نگاہ رکھی جائے جن کی بدولت ۱۳۲ھ/۷۴۹ء میں بنو امیہ (۴۰-۱۳۲ھ) سے تخت حکومت چھین کر نہ صرف کرسی اقتدار پر متمکن ہو گئے تھے بلکہ انہوں نے بنوامیہ کے بچے کھچے افراد کے لئے جان و مال اور سب سے بڑھ کر عزت و ناموس کے تحفظ کا مسئلہ پیدا کر دیا تھا تو اس ہجرت کے اسباب کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

بنوعباس کے پہلے حکمران ابوالعباس سفاح (۱۳۲-۱۳۶ھ) نے اس حد تک اپنے مخالفین یعنی بنوامیہ کا خون بہایا کہ اس کا نام ہی السفاح (خون ریزی کرنے والا) پڑ گیا۔ اس کے مرنے (۱۳۶ھ) کے بعد اس کے جانشین ابوجعفر المنصور (۱۳۶-۱۵۸ھ) نے تا دیر اس سلسلے کو جاری رکھا۔

داروگیر کے اس ہنگامے کا بنیادی ہدف تو ابوسفیان اور مروان بن الحکم کے خاندان کے لوگ تھے مگر چونکہ بنوعثمان بھی خاندان بنی امیہ کا حصہ تھے۔ اسی بنا پر وہ "اموییت" کے اس "الزام" سے کیونکر بچ سکتے تھے

---

[۱] خاندانِ عثمانی پانی پت (اولاد مخدوم شیخ جلال) کا سب سے بڑا اور قدیم نسب نامہ، جو تقسیم سے قبل پانی پت میں مخدوم شیخ جلال کی خانقاہ پر رکھا ہوتا تھا۔ اس وقت حافظ آباد (ضلع گوجرانوالہ) میں معظم علی عثمانی کی ملکیت ہے۔ یہ سخت بوسیدہ حالت میں ہے۔ اس کے علاوہ خواجہ ابراہیم بن شیخ جلال کی اولاد پر مشتمل نسب نامہ خواجہ شکور الحق عثمانی ڈائریکٹر (ریٹائرڈ) اکاؤنٹس پاکستان پوسٹ آفس لاہور (محررہ حکیم سراج الاسلام) کی تحویل میں ہے اس کے علاوہ شاہدرہ اور گوجرانوالہ شہر اور سرگودھا (مولانا الیف اللہ عثمانی مدظلہ کی تحویل) میں بھی قلمی نسب نامے موجود ہیں جن میں سے راقم کی نظروں سے گزرے ہیں۔

[۲] سیر الاقطاب ص ۲۳۳)

چنانچہ ابتلاء و آزمائش کی کٹھن گھڑیاں اور نازک لمحات اس خاندان پہ بھی آئے۔
حضرت عثمانؓ کے پرپوتے (عبداللہ بن عمر کے بیٹے) محمد المعروف بالدیباج کی نسبت ابن حزم وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ اسے ابوجعفر المنصور نے قتل کرادیا تھا۔[1] انہی ابن حزم کے مطابق خاندان عثمان کے ایک اور معزز رکن اور زیر بحث سلسلہ عثمانی کے ایک فرد عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر (عدد ۳) کو بھی اسی زمانے میں اس کے ایک بیٹے اور دو بھتیجوں سمیت ہلاک کردیا گیا تھا۔[2] ان حالات میں خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہوئے اگر انہی عبدالعزیز کے پوتے (عبدالرحمٰن الکبیر) نے جوارِ رسول کو چھوڑ کر کازرون میں رہائش اختیار کرلی تھی تو اس کی وجہ بآسانی سمجھ آسکتی ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان کازرون میں زیادہ عرصے تک نہ ٹھہر سکا۔ کیونکہ شمارہ ۹ (عبدالعزیز) کے نام کے ساتھ "سرخسی" کی نسبت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف نے فارس کے ایک دوسرے شہر "سرخس" میں توطن اختیار کرلیا تھا۔ لیکن قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شہر بھی اس خاندان کی زیادہ دیر تک "قرارگاہ" نہ بن سکا۔

خواجہ عبدالرحمان الکازرونی

بہرحال صوبہ فارس (ایران) سے عثمانیوں کی یہ شاخ خواجہ عبدالرحمان الکازرونی کے توسط سے ہندوستان پہنچ گئی۔ ہندوستان کے تمام عثمانی خاندان (بشمول پانی پت کے اہل علم اور دیوبند کے فضلاء، مثلاً مولانا شبیر احمد عثمانی، ظفر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع صاحب وغیرہم) انہی خواجہ عبدالرحمان کی نسل سے ہیں۔ اسی بنا پر ان کی ذات کو عثمانی خاندانوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہے
خواجہ عبدالرحمان کازرونی کب اور کیسے وارد ہندیا وارد پانی پت ہوئے۔ اس بارے میں کوئی ٹھوس شہادت موجود نہیں ہے۔ خود عثمانی مورخ اللہ دیا عثمانی مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کے تذکرے میں صرف یہ کہہ کر گذر جاتا ہے۔

شیخ المشائخ مخدوم زینا کہ جد کلاں او ہمراہِ جدِ کلاں حضرت قطب ربانی از کازرون آمدہ و باغبانی میکرد و درقصبہ آندری آسودہ[3]

تاہم پانی پت کے عثمانی خاندان میں جو روایت مشہور اور جسے ہندوستان کے مشہور صاحب قلم بزرگ مولانا محمد میاں نے ایک معروف پانی پتی بزرگ "مسیح اللہ پانی پتی" کے حوالے سے اپنی کتاب "پانی پت اور بزرگان پانی پت"

---

[1] جمہرۃ انساب العرب ص ۸۴ [2] ایضاً
[3] سیدالاقطاب ص ۲۱۴۔

میں شامل کیا ہے۔ یہ ہے کہ قصبہ پانی پت میں سب سے پہلے وارد ہونے والے بزرگ خواجہ عبدالرحمان الکازرونی ہی تھے۔ جو سلطان محمود غزنوی فاتح سومنات (م ۴۲۱ھ/۱۰۳۱ء) کے لشکر میں بطور ایک سالار شامل ہوکر ہندوستان پہنچے تھے۔ اور سلطان کی واپسی کے بعد پانی پت ہی میں مقیم ہو گئے تھے[1]

اسی روایت کو پاکستان کے ایک نامور عالم دین اور محقق مولانا محمد تقی عثمانی (مدظلہ) نے بھی قبول کیا ہے اور اپنی تحریر "بائبل سے قرآن تک" کے مقدمہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے ترجمہ میں (جو اسی خاندان کے ایک قابل فخر فرزند ہیں) یہی موقف اختیار کیا ہے[2] ایک اور روایت کے مطابق خواجہ عبدالرحمان الکازرونی سلطان محمود کے ایما پر پانی پت میں رہائش پذیر ہوئے تھے[3]

لیکن راقم کے خیال میں اس روایت میں سلطان محمود غزنوی کا نام درست نہیں ہے کیونکہ سلطان نے سومنات پر آخری حملہ ۴۱۶ھ/۱۰۲۵ء میں کیا اسی طرح خواجہ عبدالرحمان کے قیام پانی پت کا زمانہ قیاساً ۴۱۶ھ/۱۰۲۵ء ۴۲۷ھ/۱۰۳۴ء کے مابین متعین ہوگا۔ اس وقت دہلی اور اس کے گرد و نواح (بشمول پانی پت) میں متعصب ہندوؤں کی حکومت تھی۔ جو حال ہی میں سلطان محمود غزنوی سے پے در پے زخم کھا چکے تھے۔

کیا راجہ جے پال جیسی ذہنیت کے حامل لوگ اس علاقے میں ایک ایسے خاندان کا وجود برداشت کر سکتے تھے جس نے ان کے متعدد حملوں میں ایک عام سپاہی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک سالار اور کمانڈر کی حیثیت سے شرکت کی ہو؟ اور چونکہ یہ روایت سنی سنائی روایت ہے جو صدیوں تک سینہ بسینہ سفر کر کے ان حضرات تک پہنچی ہے اسی بنا پر اس روایت کے الفاظ میں ردو بدل غیر متوقع نہیں۔

اس علاقے کو سلطان قطب الدین ایبک (م ۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء) نے تقریباً ۵۸۷ھ/۱۱۹۱ء میں فتح کر کے مسلم قلمرو میں شامل کیا[4]

اندریں حالات یہ بات اور بھی بعید از قیاس ہے کہ تقریباً ڈیڑھ صدی تک مسلمانوں کے اس بے یار و مددگار

---

[1] ص ۲۰۰ و ۲۰۲ [2] مقدمہ بائبل سے قرآن تک۔ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۸ھ ص ۱۸۰۔

[3] قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی۔ تعارف تفسیر مظہری قلمی (مملوکہ پروفیسر محمد علی ایچی سن کالج) فوٹو کاپی مملوکہ مقالہ نگار ص اج ۲۔ پانی پت میں یہ روایت اس درجہ مشہور تھی کہ نہ صرف بانی سلسلہ خواجہ عبدالرحمان الکازرونی کی پانی پت میں قبر ہی تلاش کی گئی بلکہ اس پر کتبہ بھی لگا دیا گیا۔ مگر تقسیم ملک کے ہنگاموں میں یہ قبر بھی مسمار ہو گئی۔ آج کل یہاں سڑک ہے (روایت خواجہ مشکور الحق افغانی) [4] مقالہ ایبک، در اردو دائرہ معارف اسلامیہ، شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی ۳: ۶۱۵

خاندان نے پانی پت میں کیونکہ گذر بسر کی ہوگی: اس پس منظر میں راقم کا یہ خیال ہے کہ اس روایت میں سلطان محمود غزنوی کے بجائے سلطان قطب الدین ایبک کا نام ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہندوؤں کے خلاف سلطان ایبک بھی نبرد آزما رہا اور راستے ایران سے ہی فوجی اور سالار ملتے رہے۔

ابتداً تو یہ محض "قیاس" تھا مگر "جوئندہ یابندہ" کے مصداق بعدازاں شاہدرہ (نزد لاہور) کے ایک عثمانی بزرگ پیر فرید (جو سابق میں جمعیت علماء اسلام کے عہدے دار رہ چکے ہیں) کے پاس مخدوم شیخ جلال کے بڑے صاحبزادے خواجہ عبدالقادر کی اولاد پر مشتمل قلمی نسب نامے کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اپنے اس قیاس کی تائید ہوگئی۔ کیونکہ اس نسب نامے میں تصریح ہے کہ خواجہ عبدالرحمان الکازرونی سلطان قطب الدین ایبک کے ہمراہ وارد ہند ہوئے تھے۔

مخدوم شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء عثمانی چشتی قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی اور پانی پت و کیرانہ کے عثمانیوں کے اجداد میں مخدوم شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء عثمانی کا نام نامی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کی ذات ہندوستان میں چشتیہ صابریہ سلسلہ طریقت کے فیوض و اثرات کی ترویج و توسیع میں بھی لافانی شہرت کی حامل ہے جو علماء دیوبند (حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرھم العزیز) کو چشتیہ صابریہ سلسلے کی جو وراثت میانجی نور محمد جھنجھانوی اور ان کے مرشد میاں عبدالرحیم صاحب شہید ہنجانار کے توسط سے پہنچی[1] جس کو اپنے فیوض و اثرات کے لحاظ سے شجرۂ طوبیٰ "مقدس درخت" کا نام دیا گیا ہے[2] اس میں بھی مخدوم شیخ جلال کا نام سرفہرست ہے۔

مخدوم کا نام قاضی صاحب کی تیرھویں پشت پر آتا ہے مگر بایں ہمہ قاضی صاحب کے تذکرے میں ان کا تذکرہ

---

[1] تفصیل اس طرح ہے۔ شیخ مخدوم جلال الدین کبیرالاولیاء (م ۷۶۵ھ/۱۳۶۳ء) شیخ احمد عبدالحق ردولوی (م ۸۴۷ھ/۱۴۴۳ء) شیخ احمد عارف بن احمد عبدالحق۔ شیخ محمد بن شیخ احمد عارف۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء) شیخ جلال تھانیسری (م ۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء)۔ خواجہ نظام الدین تھانیسری (م ۱۰۳۶ھ/۱۶۲۵ء) شیخ ابوسعید گنگوہی (م ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۸ء) شیخ محب اللہ الہ آبادی (م ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء) شیخ محمدی اکبرآبادی (م ۱۱۰۷ھ/۱۶۹۵ء) شاہ عضدالدین امروہی (م ۱۱۷۲ھ/۱۷۵۸ء) شیخ عبدالہادی (م ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء) شیخ عبدالباری (م ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء) حاجی میاں عبدالرحیم شہید ہنجانا (م ۱۲۴۵ھ/۱۸۳۰ء) حاجی نور محمد جھنجھانوی (م ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء) حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (حاجی صاحب سے مولانا نانوتوی، مولانا گنگوہی اور حضرت تھانوی نے استفادہ کیا)

[2] پانی پت اور بزرگان پانی پت، ذکر جلال الدین کبیرالاولیاء

جزو لازم کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ان کی ذات قاضی صاحب کے لئے وجہ تعارف ہے، ایک مستشرق (براکلمان) نے تو قاضی صاحب کے تذکرے میں مخدوم جلال کو آپ کا والد لکھ دیا ہے[1]

مخدوم جلال کا نام ماں باپ نے محمد رکھا تھا مگر مرشد کامل نے جلال الدین اور فیض یافتگان نے کبیر الاولیاء کے نام سے موسوم کیا[2] مخدوم نوعمر ہی تھے کہ شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔ چچا یا دادا نے پرورش کی مگر بے جا لاڈ پیار نے مزاج بگاڑ دیا، اور طبیعت میں آزاد خیالی پیدا کر دی۔ صاحب انوار العارفین آپ کے تذکرے میں لکھتے ہیں۔

"پدر شیخ جلال الدین بغایت مردی عالیشان صاحب دولت بود و در قصبہ پانی پت سکونت داشت و شیخ جلال بے کمال میداشت واز دولت پدر اصراف در لباس و بساط میکرد و عیش بے دغدغہ میراندند"[3]

ایک مرتبہ اسی آن بان کے ساتھ سرخ لباس پہنے اور سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر مشہور پانی پتی مجذوب شیخ شرف الدین بو علی قلندر کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے اس خوبصورت، آزاد خیال نوجوان کو دیکھ کر فرمایا

"زہے اسپ و زہے سوار"[3]

اس ایک جملے نے نوجوان جلال کی کایا پلٹ دی۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قلندر کے در دولت پر حاضر ہو گئے۔ مگر جواب ملا کہ تمہاری کشائش کسی اور شخص پر موقوف ہے[4] چند ہی دنوں میں ارض پانی پت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی (م ۷۳۶ھ/) کی آمد سے مطلع نور بن گئی۔ تو شیخ جلال نے ان کی بیعت سے اپنی دلی مراد پائی۔

اپنے مرشد سے خصوصی کسب فیض اور طویل سیاحت کے بعد پانی پت ہی میں مسند ارشاد کو زینت دی اور اپنے علمی و روحانی فیوض و کمالات سے ایک دنیا کو مستفید اور مستفیض کیا۔ بالآخر ۵ ذوالقعدہ یا ۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ/۱۳۶۳ء کو پانی پت میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار پانی پت میں مرجع خلائق ہے۔

یوں تو ان کے چالیس کے قریب خلفاء تھے اور ہر ایک سے ان کا روحانی سلسلہ چلا۔ مگر ان میں سب سے مہتم بالشان بقول سید محمد میاں "شجرۂ طوبیٰ" شیخ احمد عبدالحق ردولوی (م ۸۴۷ھ/۱۴۴۳ء) سے چلا جو مخدوم کے جانشین بنے۔

---

[1] ۸۰۸ تکملہ ۲۰: ۹۴۹ [2] از محمد حسین مراد آبادی ص ۳۸۷ [3] سیر الاقطاب ص ۲۰۱ [4] خزینۃ الاصفیاء ص ۳۲۱، ۳۲۲

مخدوم شیخ جلال کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ خواجہ عبدالقادر۔ ۲۔ خواجہ ابراہیم۔ ۳۔ خواجہ شبلی (م ۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) پانی پت میں حضرت مخدوم کے جانشین بنے ۴۔ خواجہ کریم الدین۔ ۵۔ خواجہ عبدالواحد۔ ۶۔ زبیدہ۔ ۷۔ فردوسہ۔ مخدوم کے پانچ صاحبزادوں میں سے موخر الذکر (عبدالواحد) کے سوا ہر ایک سے اولاد کا سلسلہ چلا۔ خدا تعالیٰ نے مخدوم کی آل اولاد میں بڑی برکت دی ہے اس وقت پاکستان اور ہندوستان میں بلا مبالغہ ہزاروں افراد اس خاندان میں سے ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔

خواجہ ابراہیم حضرت مخدوم کے دوسرے صاحبزادے اور قاضی صاحب کے جد امجد تھے انہیں ان کے والد مخدوم جلال نے یہ خوشخبری دی تھی۔ "درنسل تو ہمیشہ علماء خواہند بود"[1]

اس بشارت کے وقوع پذیر ہونے میں کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ جس خاندان سے مفتی عبدالسمیع، مولانا شیخ عبدالقدوس، مولانا عبدالہادی، قاضی ہدایت اللہ (استاد شیخ محمد عابد سنامیؒ) قاضی محمد حبیب اللہ (قاضی صاحب کے والد ماجد) قاضی محمد فضل اللہ (برادر بزرگ قاضی صاحب) قاضی محمد ثناء اللہ، قاضی احمد اللہ (قاضی صاحب کے صاحبزادے) مولوی محمد دلیل اللہ (کنارہ پروردہ حضرت مظہر جان جاناں و اولاد خورد قاضی صاحب) مولوی قاضی عبدالسلام، قاضی محمد صفوۃ اللہ قاضی محمد تقی اللہ، قاری لقاء اللہ عثمانی، قاری ابو محمد محی الاسلام اور ان جیسے سینکڑوں ارباب علم وفضل، اصحاب فقر و دانش پیدا ہوئے ہوں۔ اس خاندان کی مردم خیزی اور علم پروری میں کیونکر شک ہو سکتا ہے۔ خود قاضی صاحب کے زمانے تک جو حالت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"درسلسلہ آباء فقیر تعلیم و تعلم علوم ظاہر ہمیشہ بیشتر ماندہ است"[2]

اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں:-

"درخاندان فقیر ہمیشہ علماء شدہ اند کہ در ہر عصر ممتاز بودند"[3]

چنانچہ اسی علم وفضل کا یہ نتیجہ تھا کہ پانی پت اور نواح پانی پت کی قضا کئی صدیوں اور کئی پشتوں تک قاضی صاحب کے خاندان میں رہی۔ اور قاضی صاحب کے محلے کا نام ہی محلہ "قاضیاں" پڑ گیا تھا ان حالات میں جبکہ "قاضی صاحب کا خاندان ایک طویل علمی اور روحانی تاریخ رکھتا ہے اسے" الحسنی" قرار دینا خود قاضی صاحب اور آپ کے خاندان اور اس لقب کے ساتھ زیادتی کے مترادف ہے۔

---

[1] بشارات مظہریہ (قلمی) ورق ۱۴۶ ب

[2] ایضاً [3] وصیت نامہ در کلمات طیبات ص ۱۵۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا
بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED